۱

بموقع

پہلا سیمینار

مدرسہ ضیاء العلوم سیوئ ضلع ودیشہ مدھیہ پردیش

پیش کردہ

مولانا نازبیر احمد صاحب قاسمی

ناظم

مدرسہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مسجد بنگلہ والی بینا ضلع ساگر مدھیہ پردیش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم و تعلم کی اہمیت

حامداً و مصلیاً، امابعد! یہ بات بدیہی ہے کہ دینِ اسلام کی نشرو اشاعت میں تعلیم و تعلم کا بنیادی کردار رہاہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد تعلیم کتاب ہے، آپ ایک کامل معلم واستاذ اور ایک عظیم مربی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے فریضۂ منصبی کو ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک صاف بنائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقینا کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر 164 پارہ نمبر 4)

آپ ﷺ نے فرمایا: " إِنَّ اللہَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا، وَلَا مُتَعَنِّتًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا"۔ ترجمہ: **اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا اور لوگوں کے لیے مشکلات ڈھونڈنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ اللہ نے مجھے تعلیم دینے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔**[1]

اور اللہ کے رسول ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ: لوگ دو ہی طرح ہیں، یا تو عالم یا متعلّم، ان کے علاوہ میں کوئی خیر نہیں ہے۔ قال رسول اللہ ﷺ: "الناس رجلان، عالم و متعلم ولا خیر فیما سواھما۔" رواہ الطبرانی عن بن مسعود رضی اللہ عنہ واللہ أعلم۔[2]

اللہ تعالیٰ نے رسولِ پاک ﷺ کو معلمِ انسانیت بنا کر بھیجا اور رسولِ پاک ﷺ نے شعبۂ تعلیم و تعلم سے وابستہ افراد یعنی علماء کرام کو تعلیم و تعلم کے سلسلے میں اپنا اور دیگر انبیاءِ کرام کا وارث

---

1 صحیح مسلم حدیث ۱۴۷۸، ج ۲، صفحہ ۱۱۰۴ مکتبہ شاملہ۔

2 التفسیر المظہری ۵/۳۲۳ تحت قولہ تعالی وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ اہ

قرار دیا، چنانچہ فرمایا: " إنَّ العلماءَ ورثةُ الأنبياءِ ، وإنَّ الأنبياءَ لم يُورِّثُوا دينارًا ولا درهمًا ، وَإنَّمَا وَرَّثُوا العِلمَ فمن أخذَه أخذ بحظٍّ وافرٍ۔ [3] لہٰذا ورثاء انبیاء کی یہ ذمہ داری ہے کہ معلمِ انسانیت کے دور کے طرزِ تعلیم و تعلم سے آگہی حاصل کی جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ دورِ نبوت میں اس کی کیا شکلیں رہی ہیں، تاکہ اس کے مطابق اپنی ذمہ داری کو ادا کیا جاسکے اور نہجِ صحیح اور راہِ سنت کے انحراف سے بچا جاسکے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو ہجرت اور مابعدِ ہجرت دو ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ہجرت سے پہلے نظامِ تعلیم و تعلم

ابتداءً تعلیم و تعلم کا کوئی متعین ادارہ یا مرکز نہ تھا، خود رسولِ پاک ﷺ کی ذاتِ اقدس دعوت و تعلیم کا متحرک مرکز تھی۔

(ا) درس گاہ دارِ ارقم:

سب سے پہلے اللہ کے رسول ﷺ نے دارِ ارقم کو درس گاہ منتخب فرمایا اور اسی میں تعلیم و تعلم اور دعوتِ اسلام کا سلسلہ جاری رہا، حضرت ارقم کا یہ مکان کوہِ صفا پر واقع تھا، یہاں صحابہؓ کرام کی تعلیم و تربیت کے ساتھ اجتماعی طور پر عبادات، ذکر اللہ اور دعاؤں کا سلسلہ ہمہ وقت جاری رہتا تھا، حضرت فاروقِ اعظم کے بارے میں اسی مقام پر دعاء فرمائی تھی جس کے نتیجہ میں وہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے، دارارقم مسلمانوں کے لیے اطمینانِ قلب کا مرکز تھا، بالخصوص نادار، ستائے ہوئے اور مجبور و مقہور اور غلام یہاں آ کر پناہ لیتے تھے، حق کی تلاش میں جو نادار لوگ اسلام لاتے اور درس گاہِ نبوت کے طلباء میں شامل ہو جاتے ان کے طعام کی ذمہ داری مستطیع صحابہ کو سونپ دی جاتی تھی[4]۔

---

[3] أخرجه أبو داود (3641)

[4] خیر القرون کی درس گاہیں صفحہ ۲۷ سے ماخوذ۔

(۲) درس گاہِ ابو بکر صدیقؓ :

حضرت صدیق اکبرؓ کا گھر دعوتِ اسلام اور تعلیمِ قران کا ایک ادارہ تھا، آپ نے گھر کے صحن کو مسجد بنا رکھا تھا، ابتدا میں یہ ایک کھلی جگہ تھی جس میں آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔ عام طور پر آپؓ بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو کفارِ مکہ کے بچے اور عورتیں ان کے گرد جمع ہو کر قرآن سنتے۔ جس سے وہ خود بخود اسلام کی طرف مائل ہوتے۔

یہ صورتِ حال مشرکینِ مکہ کو بھلا کب گوارا تھی؛ چنانچہ انھوں نے حضرت ابو بکرؓ کو سخت اذیت میں مبتلا کیا، جس کی وجہ سے آپؓ نے مکہ سے ہجرت کا ارادہ کر لیا؛ مگر راستے میں قبیلۂ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی ۔ اس نے پوچھا اے ابو بکرؓ کدھر کا ارادہ ہے؟ آپؓ نے فرمایا قوم نے مجھے ہجرت پر مجبور کر دیا ہے، اب دنیا کی سیر کروں گا اور کسی گوشہ میں اطمینان سے اپنے رب کی عبادت کروں گا؛ مگر ابن الدغنہ یہ کہہ کر آپؓ کو واپس لے آیا کہ آپؓ جیسے باکردار شخص کو ہجرت پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اور پھر حضرت صدیقؓ اکبر کے لیے اپنی پناہ کا اعلان کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ واپس تشریف لے آئے اور گھر کے صحن میں باقاعدہ مسجد بنالی ۔

(۳) درس گاہِ اختِ عمرؓ :

حضرت عمر فاروقؓ کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کا مکان بھی ایک دینی درس گاہ کی حیثیت رکھتا تھا، حضرت خباب ابن الارتؓ انھیں اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زیدؓ کو قرآن پاک سکھلایا کرتے تھے، جب حضرت عمرؓ اسلام لانے سے پہلے رسولِ پاک ﷺ کی طرف جارہے تھے تو پہلے اپنی بہن کے گھر گئے تھے تب انھوں نے دیکھا کہ ان کی بہن اور ان کے شوہر حضرت خباب بن ارتؓ سے ایک صحیفہ پڑھ رہے ہیں، چنانچہ راوی کے الفاظ ہیں : " فرجع عمر عامداً إلى أخته وختنه، وعندهما خبّاب بن الأرت، معه صحيفة، فيها (طهَ) يقرئهما إيّاها۔ "[5]

اسی طرح سیرتِ حلبیہ میں حضرت عمرؓ کی زبانی منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے بہنوئی کے یہاں دو مسلمانوں کے کھانے کا انتظام فرمایا تھا، ایک خباب بن ارتؓ اور دوسرے کا نام مجھے

---

[5] ص973 كتاب الجامع الصحيح للسيرة النبوية، إسلام عمر الفاروق المكتبة الشاملة۔

یاد نہیں، خباب بن ارت میرے بہن بہنوئی کے یہاں آتے جاتے تھے اور ان کو قران کی تعلیم دیتے تھے[6]۔

ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ کی درس گاہیں

ہجرت سے قبل بیعتِ اولی کے بعد سے ہی مدینہ منورہ میں قران پاک کی تعلیم اور مساجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا، چنانچہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: "لقد لبثنا بالمدينة قبل أن يقدم علينا رسول الله ﷺ سنتين نعمر المساجد ونقيم الصلاة۔" ہمارے پاس رسول پاک ﷺ کی تشریف آوری سے دو سال پہلے سے ہم مدینہ منورہ میں ٹھہرے رہے، ہم مساجد تعمیر کرتے اور نماز قائم کرتے۔" اس دو سالہ مدت کے دوران علمِ دین کی تین مستقل درس گاہیں بھی مدینہ منورہ میں موجود تھیں۔

(۴) درس گاہِ مسجدِ بنی زریق:

پہلی درس گاہ قلبِ شہر میں واقع مسجدِ بنی زریق میں تھی، جس میں حضرت رافع بن مالک زرقی رضی اللہ عنہ تعلیم دیتے تھے۔

(۵) درس گاہِ مسجدِ قبا:

دوسری درس گاہ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلے پر مسجدِ قبا میں تھی، جس میں حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہ رضی اللہ تعالی عنہما امامت کے فرائض کے ساتھ ساتھ معلّمی کی خدمت بھی انجام دیا کرتے تھے۔

(٦) درس گاہِ نقیع الخضمات:

تیسری درس گاہ شمال میں مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر نقیع الخضمات نامی علاقہ میں تھی جس میں حضرت مصعب بن عمیرؓ پڑھایا کرتے تھے۔ ان تین مستقل درس گاہوں کے علاوہ انصار کے مختلف قبائل اور آبادیوں میں قرآن اور دینی احکام کی تعلیم ہوتی تھی، نیز مساجد کے ایمہ حضرات بھی

---

[6] خیر القرون کی درس گاہیں۔

معلّمی کی خدمات انجام دیا کرتے تھے۔ تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا یہاں تک کہ رسولِ پاک ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

ہجرت سے پہلے کا نصابِ تعلیم

ان درس گاہوں کے نصابِ تعلیم کے سلسلے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اس وقت عبادات میں صرف نماز فرض ہوئی تھی، اور بیعتِ عقبہ کے وقت انصارِ مدینہ سے بیعتِ نساء لی گئی تھی یعنی یہ کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ کسی پر بہتان لگائیں گے، اور نہ معروف میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کریں گے۔

ان درس گاہوں میں قرآن اور نماز کی تعلیم کے ساتھ انہی امور کے بارے میں تعلیم و تربیت دی جاتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ کرتے وقت تین باتوں کا حکم دیا تھا۔ وأمره أن يقرئهم القران، ويعلمهم الاسلام، ويفقههم في الدين فكان يسمى المقرى بالمدينة۔

اس ہدایت کے مطابق ان درس گاہوں میں قران کی تعلیم دی جاتی، دین سکھایا جاتا تھا، عام طور سے آیات اور سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں، یہ درس گاہیں دن رات، صبح شام کی قید سے آزاد تھیں، ہر شخص ہر وقت ان سے استفادہ کرتا تھا۔[7]

ہجرت کے بعد نظامِ تعلیم و تعلم

خاتم الانبیاء ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد مسجدِ نبوی کی تعمیر ہوئی جس میں مرکزی درس گاہ کا قیام عمل میں آیا اور اور مدینہ کی چھوٹی درس گاہیں اس سے متعلق ہو گئیں، اور دیگر قبائل اور بستیوں میں دینی تعلیم کے لئے قراء روانہ کئے گئے جو لوگوں کو قران اور تفقہ فی الدین کی تعلیم دیتے تھے۔

---

[7] خیر القرون کی درس گاہیں صفحہ ۳۷۔

مسجدِ نبوی کی مرکزی درس گاہ۔

کتبِ سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد مسجدِ نبوی میں مرکزی درس گاہ کا اجراء ہوا جو مجلس اور حلقہ کے نام سے یاد کی جاتی تھی اور یہ دونوں نام بہت بعد تک جاری رہے۔ رسولِ پاک ﷺ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز کے بعد ستونِ ابولبابہؓ کے پاس تشریف لاتے جہاں پہلے سے ہی اصحابِ صفہ اور دیگر مقامی اور باہر سے آنے والے صحابہ کرام حلقہ بنا کر بیٹھے رہتے تھے، آپ ان کو قرآن، حدیث، تفقہ اور دین کی تعلیم دیتے، اور ان کی دل جوئی و دلداری فرماتے، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر ادا فرما لیتے تو ہم لوگ آپ کے پاس بیٹھ جاتے اور ہم میں کوئی آپ ﷺ سے قران کے بارے میں سوال کرتا، کوئی فرائض کے بارے میں دریافت کرتا، اور کوئی خواب کی تعبیر معلوم کرتا تھا۔

درس گاہِ نبوی کے طلباء۔

آپ ﷺ کی درس گاہ میں مقامی اور بیرونی دونوں طرح کے طلباء علم حاصل کیا کرتے تھے، بیرونی طلباء ہنگامی اور وقتی طور پر وفود کی شکل میں حاضر ہوا کرتے تھے اور ضروریاتِ دین کا علم حاصل کر کے واپس چلے جایا کرتے تھے، جبکہ مقامی طلباء میں سے اص
تھے اور دیگر مقامی طلباء اپنی ضروریات کے مطابق حاضری دیا کرتے تھے، اسی کو علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس طرح لکھا ہے: "مدرسۂ نبوت میں تعلیم کے دو طریقہ تھے۔

ا - ایک یہ کہ دس بیس دن یا مہینہ دو مہینہ رہ کر عقائد اور فقہ کے ضروری مسائل سیکھ لیتے تھے، اور اپنے قبائل میں واپس چلے جاتے تھے، اور ان کو تعلیم دیتے تھے، مثلاً مالک بن الحویرثؓ جب سفارت لے کر آئے تو بیس دن قیام کیا اور ضروری مسائل کی تعلیم حاصل کی، جب چلنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا '' ارجعوا الی أهليكم فعلموهم ، ومروهم ، وصلوا كما رأيتموني أصلي [8]

[8] بخاری باب رحمۃ البھائم

اپنے خاندان میں واپس جاؤ، ان میں رہ کر ان کو اوامرِ شریعت کی تعلیم دو، اور جس طرح مجھکو نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھو۔

۲۔ دوسرا طریقہ مستقل درس کا تھا، یعنی لوگ مستقل طریقہ سے مدینہ میں رہتے تھے، اور عقائدِ شریعت اور اخلاق کی تعلیم پاتے تھے، ان کے لئے صفہ خاص درسگاہ تھی، اور اس میں زیادہ تر وہ لوگ قیام کرتے تھے، جو تمام دنیوی تعلقات سے آزاد ہو کر شب و روز زہد و عبادت اور زیادہ تر خدمتِ علم میں مصروف رہتے تھے۔" [9]

درس گاہِ نبوی کے طلباء میں اصحاب صفہ کو نمایاں حیثیت حاصل تھی، وہ رات ودن حاضر باش رہتے تھے، تعلیم و تعلم، ذکرواذکار، تلاوتِ قران اور باہمی مذاکرہ و مراجعہ کے علاوہ ان کو اور کوئی مصروفیت نہیں تھی[10]۔

طلبِ علم کے لیے آنے والوں کا استقبال۔

جب کوئی فرد یا وفد طلبِ علم کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں آتا تو آپ ﷺ اس کا استقبال فرمایا کرتے تھے، چنانچہ قبیلہٴ مراد کے ایک صحابی حضرت صفوان بن عسالؓ کا بیان ہے کہ "میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں علم کی طلب کے لئے حاضر ہوا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: مرحباً بطالب العلم، ان طالب العلم لتحف به الملائكة وتظله بأجنحتها فيركب بعضها بعضا حتى تعلوا الى السماء الدنيا من حبهم لما يطلب[11]۔

طالب علم کے لئے خوش آمدید، طالب علم کو اس کے طلبِ علم کی محبت کی وجہ سے فرشتے گھیرے رہتے ہیں، اور اپنے پروں سے اس پر سایہ کرتے ہیں، ان کی جماعت اوپر نیچے آسمانِ دنیا تک ہوتی ہے۔

---

9 سیرۃ النبی ۲/۸۹، دار المصنّفین اعظم گڑھ

10

11 دورة تدريبية فى مصلح الحديث، ج ۱ صفحه ۱۰، المكتبة الشاملة۔

قاضی اطہر مبارک پوریؒ اپنی کتاب "خیر القرون کی درس گاہیں" میں تحریر فرماتے ہیں
"وفود کی آمد پر مدینہ میں بڑی رونق ہو جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ان کا استقبال کرتے تھے اور ان کی دلداری و میز بانی کا بہتر سے بہتر انتظام کرتے تھے۔
اسی طرح اپنے مدرسین صحابہ کو آنحضرت ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ جو لوگ دور دراز سے علم حاصل کرنے آئیں، ان کا استقبال کیا جائے ان کی ہمت افزائی کی جائے، جہاں ان رہ نوردانِ شوق اور طلبۂ علم کے لئے فرشتوں کی نورانی مخلوق خود فرش راہ ہوتی ہے، ان کے استقبال و خوش آمدید اور راہ علم میں نکلنے پر تہنیت و تبریک پیش کرنے کا حکم زبان نبوت حق ترجمان نے دیا ہے، سنن ابن ماجہ و ترمذی میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: سيأتيكم أقوام يطلبون العلم، فاذا رأيتموهم، فقولوا لهم : مرحبا بوصية رسول الله ﷺ، واقنوهم۔"[12]
عنقریب تمہارے پاس لوگ علم سیکھنے آئیں گے، جب انہیں دیکھو، تو ان سے کہنا: مہمانانِ رسول کو خوش آمدید، اور انہیں علم سکھانا۔ بعض رویات میں یہ لفظ وارد ہوا ہے " وأحسنوا اليهم" اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

رسولِ پاک ﷺ کی طلباء پر شفقت اور ان کے ساتھ بے تکلفی۔

آپ ﷺ کی تعلیمی مجلس تکلفات سے پاک ہوا کرتی تھی، صحابۂ کرام جس طرح کی گفتگو کرتے تو آپ ﷺ بھی اسی طرح کی گفتگو میں شریک ہو جایا کرتے تھے، چنانچہ حضرت جابر بن سمرہؓ سے پوچھا گیا" کیا آپ اللہ کے رسول ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں میں بہت زیادہ آپ کی مجلس میں شریک رہا کرتا تھا، جب تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا تھا آپ مصلی پر رہتے تھے، اور طلوع آفتاب کے بعد اٹھ کر مجلس میں تشریف لاتے تھے اور مجلس کے دوران صحابہ زمانۂ جاہلیت کے واقعات بیان کرکے ہنستے تھے اور آپ مسکرا دیتے تھے۔

---

12 صحیح ابن ماجہ، الصفحۃ او الرقم : ۲۰۳۔

اسی طرح حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ " جب مجلس میں ہم لوگ دنیا کی باتیں کرتے توآپ ﷺ بھی دنیا کی باتیں کرتے، جب ہم آخرت کی باتیں کرتے توآپ ﷺ بھی آخرت کی باتیں کرتے، اور جب ہم کھانے کی باتیں کی کرتے توآپ بھی کھانے کی باتیں کرتے تھے۔

دورانِ تعلیم طلباء کی رعایت۔

آپ ﷺ کی مجلس میں ہر طبقہ کے افراد شریک ہوا کرتے تھے انصار مہاجرین مقامی، بیرونی اعیان واشراف، رؤساء قبائل، شہری بدوی، بوڑھے جوان، بچے، عربی عجمی سب ایک ساتھ بیٹھا کرتے تھے، اور رسولِ پاک ﷺ سب کے احوال وظروف، ذہن ومزاج، افتادِ طبع اور زبان ولہجہ کی رعایت کرتے ہوئے تعلیم دیتے تھے۔

طلباء کا احترام ۔

آپ ﷺ اپنے طلباء اور صحابہ کے ساتھ بڑا عزت واحترام کا معاملہ فرمایا کرتے تھے، ان کے اکرام کی وجہ سے، اور ان کی دل جوئی کی خاطر ان کے نام کے بجائے ان کی کنیت سے پکارا کرتے تھے، چنانچہ علامہ خطیب بغدادی حدیث بیان فرماتے ہیں : "عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت : كان رسول الله ﷺ يكنى أصحابه اكرامالهم، وتسنية لأمورهم، واستلانة لقلوبهم۔"[13]

درس گاہِ نبوی کے طلباء کے قیام وطعام کا انتظام :

درس گاہِ نبوت کے مقامی اور بیرونی دونوں طرح کے طلباء کے قیام وطعام کا رسول اللہ ﷺ نے الگ الگ انتظام کیا تھا، چنانچہ وہ مقامی طلباء جو اپنی ضروریاتِ زندگی سے بے نیاز ہو کر ہمہ وقت علمِ دین کے حصول میں لگے ہوئے تھے ان کی قیام گاہ " صفہ " تھا، حضرت ابوہریرہؓ بھی اصحاب صفہ میں سے تھے، اور ان کے خورد ونوش کے منتظم تھے اصحاب صفہ کی تعداد عام حالات میں ساٹھ/ ستر کے لگ بھگ ہوا کرتی تھی اور مجموعی تعداد علماء کرام نے چار سو تک بیان کی ہے۔[14]

---

[13] الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی جلد ۲ صفحہ ۲۴۴۔

[14] خیر القرون کی درس گاہیں صفحہ ۴۸۔

اہلِ صفہ کے کھانے کاانتظام اس طرح تھاکہ صحابہ کرامؓ اپنی حیثیت کے مطابق انھیں اپنے ساتھ لے جاکر کھانا کھلایا کرتے تھے،اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی ہدیہ آتاتوآپ ﷺ انھیں بھی شریک فرمالیتے اور جب صدقہ کامال آتاتوان کے پاس بھیج دیتے تھے، خوداس میں سے استعمال نہیں فرماتے تھے،اسی طرح مالِ غنیمت میں سے بھی ان کے طعام وغیرہ کاانتظام کیاجاتا تھا۔

حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوریؒ تحریر فرماتے ہیں کہ " اور رسول اللہ ﷺ
ن ے اپ ن ے ص ف ای اس ے اص ح اب ِ ص ف ہ اور ب ی رون ی طل ب ہ ک ے خ ورد ون وش ک ےاان ت ظام
قریظہ،اموالِ خیبر اور اموالِ فدک میں آپ کے خالصے تھے جن میں فقراء و مساکین، مسافر اور وفودِ عرب کے حصے مقرر تھے "۔[15]

اور بیرونی طلبہ یعنی نووار دین اور وفود جو دور دراز مقامات و قبائل سے درس گاہِ نبوی میں حاضر ہو کر قرآن، سنت، تفقہ اور شرائع اسلام کی تعلیم حاصل کرتے تھے،اور واپس جاکر اپنے یہاں دینی تعلیم عام کرتے تھے، وفود کی آمد پر مدینہ میں بڑی رونق ہو جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ ان کا استقبال کرتے تھے اور ان کی دلداری و میز بانی کا بہتر سے بہتر انتظام کرتے تھے۔ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابو بکر، حضرت ابی بن کعب، حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت عبادہ بن صامت وغیرہ بھی ان کو قرآن، تفقہ اور شرائع اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔

یہ بیرونی طلبہ یعنی وفود عرب کے افراد وارا کین عام طور سے دارِ رملہ بنت حارث بن ثعلبہ انصاریہؓ میں ٹھہرائے جاتے تھے،اس کو دارالضیافت کہا جاتا تھا، یہ مکان بہت بڑا تھا، بنو قریظہ کے چھ،سات سو قیدی اس میں رکھے گئے تھے، یہی بیرونی طلبہ کا دار الاقامہ تھا۔

---

[15] خیر القرون کی درس گاہیں صفحہ ۹۲۔

ماامی طلبہ یعنی اصحاب صفہ کے طعام کا انتظام حضرت ابوہریرہ کے ذمہ تھا۔اور حضرت معاذؓ بن جبل کھجور کے خوشوں کے منتظم تھے،اور بیرونی طلبہ یعنی وفود عرب کے طعام کا انتظام حضرت بلالؓ کے ذمہ تھا،اور حضرت ثوبان ان کے مددگار تھے۔[16]

مجلس یا درس گاہِ نبوی

مجلس میں بیٹھنے کا طریقہ:

مدرسۂ نبوت کے طلباء جب مجلسِ علم میں ہوتے تھے،تو تحصیل علم کے آداب کے ساتھ مجلسِ علم کے آداب کا خیال رکھتے تھے، معلمِ انسانیت نے مجلس میں بیٹھنے تک کی ہدایات ارشاد فرمائی تھیں۔رسولِ پاک ﷺ کی درس گاہِ مبارک میں طلباءِ کرام حلقہ بناکراور آپس میں مل جل کر دونوں طرح بیٹھا کرتے تھے۔

مجلس میں حلقہ بنانا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت میں ہے: کہ میں ضعفاءِ اسلام میں تھا،ہم مہاجرین کی غربت اور بے سروسامانی کا یہ حال تھا کہ ہم لوگ عریانیت کے ڈر سے ایک دوسرے سے ملکر بیٹھتے تھے،ہم میں سے کوئی شخص پڑھتا تھااور ہم سب سنتے تھے۔ایک مرتبہ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے،اور ہمارے درمیان بیٹھ کر حلقہ بنانے کا اشارہ کیااور پوری جماعت اس طرح حلقہ بناکر بیٹھ گئی کہ آپ کا چہرۂ مبارک تمام حاضرین کی طرف ہوگیا۔"[17]

اسی طرح مسند بزار کی ایک روایت ہے عن قرۃ أن رسول ﷺ کان اذا جلس جلس الیه أصحابه حلقا حلقا۔(رواہ البزار۔) حضرت قرۃؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ جب درس دینے کیلئے بیٹھتے تھے،تو صحابہ آپ ﷺ کے ارد گرد حلقہ بناکر بیٹھتے تھے[18]

---

[16] خیر القرون کی درس گاہیں صفحہ ۹۶۔۹۷۔

[17] الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی جلد ۲ صفحہ ۲۵۱۔

[18] معلمِ انسانیت کا نظامِ تعلیم وتربیت ۷۲۔

مجلس میں مل جل کر بیٹھنا۔

ابو نعیم اور دیلمی نے صفہ نبوی کے ممتاز ترین طالب علم حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے: ''اذا جلستم الی العلم أو فی مجلس العلم فادنوا و لیجلس بعضکم خلف بعض ولا تجلسوا متفرقین کما یجلس أهل جاهلية"۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مجلس علم میں حاضر ہو تو قریب قریب ہو کر بیٹھو، ایک کے پیچھے ایک ترتیب سے بیٹھیں، اور تم لوگ زمانہ جاہلیت کی طرح متفرق الگ الگ نہ بیٹھو۔[19]

درس گاہِ نبوی کے آداب۔

اجازت:

درس گاہِ نبوی میں تمام طلباء ادب کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے، اگر باہر جانا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر باہر جایا کرتے تھے، حضرت حبیب بن ابو ثابت کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتا تھا تو اپنے دونوں گھٹنے آگے نہیں کرتا تھا اور آپ ﷺ سے اجازت لے کر اٹھتا تھا۔[20]

پہلا شخص زیادہ مستحق ہے اپنی جگہ کا:

ایک مرتبہ مجلس سے ایک صحابی اٹھے تو ان کی جگہ دوسرے صحابی بیٹھ گئے، اس کے بعد پہلے صحابی واپس آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے بعد میں بیٹھنے والے صحابیؓ سے فرمایا کہ تم اس کی جگہ سے ہٹ جاؤ، ہر شخص اپنی جائے نشست کا زیادہ حق دار ہے۔[21]

---

[19] (کنز العمال: ۱۰/۲۳۹(۲۹۳۶۹)

[20] خیر القرون کی درس گاہیں صفحہ ۴۶۔

[21] خیر القرون کی درس گاہیں صفحہ ۴۳، بحوالہ تاریخ کبیر جلد ۴، قسم ۲، صفحہ ۱۵۹۔

تواضع:

جب حضرت جبرئیل آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ متعلّم بن کر حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے مختلف سوالات کئے، آپ ﷺ نے ان کے جواب ارشاد فرمائے، حدیث میں حضرت جبرئیل کی آمد اور آپ ﷺ کے سامنے ان کے بیٹھنے کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"حتی جلس الی النبی ﷺ، فأسند رکبتیه الی رکبتیه، ووضع کفیه علی فخذیه" یہاں تک کہ وہ حضور ﷺ کے بالکل قریب آکر بیٹھے، اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی ران پر رکھ لئے" علماء نے اس جملہ سے استدلال کیا ہے کہ ایک متعلّم کو عالم کے روبرو قریب ہو کر تواضع وادب کے ساتھ بیٹھنا چاہئے، حضرت جبرئیل نے منجملہ دینی احکام کے یہ ادب بھی عملاً سکھایا ہے۔

درس گاہِ نبوت کا وقار:

آپ ﷺ کی درس گاہِ مبارک کا حال یہ تھا کہ شرکاءِ مجلس ہمہ تن گوش بنے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن شریکؓ بیان کرتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت صحابہ آپ ﷺ کے ارد گردیوں بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہیں۔[22]

آپ ﷺ کا تعلیمی منہج

نصاب:

آپ ﷺ کا تعلیمی نظام گویا وہ تھا جس کو آج ہم "طفل مرکوز نظام تعلیم" کہہ سکتے ہیں، اس میں متعین نصاب اور مقدار نہیں ہوتا ہے، بلکہ طالب علم کی ضرورت، استعداد وطلب ملحوظ ہوتی ہے۔[23]

---

[22] الفقیہ والمتفقہ للخطیب البغدادی جلد ۲ صفحہ ۲۵۲۔

[23] معلمِ انسانیت کا نظامِ تعلیم وتربیت ۴۸۔

چھٹی :

نظامِ تعلیم میں اگر طلباء کی نفسیات اور مستقل بوجھ کی وجہ سے انکے اکتانے اور ملول خاطر ہونے کا خیال نہ رکھا جائے تو ظاہر ہے کہ اس سے طلباء کو خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا ہے، صحابہ کرام کے تعلیمی نظام میں اس کا بھی خیال رکھا جاتا تھا، عہد نبوی کے نظامِ تعلیم میں ضیاع وقت، بے مقصدیت، تعلیم کم اور چھٹی زیادہ نہیں ہوتی تھی، طلبہ کی نفسیات کے پیش نظر بوقت ضرورت ان کو متفرق اوقات میں حسب ضرورت و مصلحت چھٹی بھی دی جاتی تھی، امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث نقل کی ہے۔ عن عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: كان رسول الله ﷺ يتخولنا بالموعظة كراهة السآمة علينا۔[24]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہم کو ہمارے ملول خاطر ہونے کے اندیشہ سے وقفہ وقفہ سے نصیحت کیا کرتے تھے۔

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے یہ بھی اشارہ کر دیا کہ چھٹی کس اصول کے تحت ہوتی تھی۔

" يستفاد من الحديث استحباب ترك المداومة في الجد في العمل الصالح خشية الملال ۔۔۔۔ والضابط الحاجة مع مراعاة وجود النشاط"[25]۔

رسولِ پاک ﷺ کا اندازِ تدریس۔

اللہ کے رسول ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرمایا کرتے تھے، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يسرد الكلام كسردكم، ولكن اذا تكلم تكلم بكلامٍ فصل، يحفظه من سمعه" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرح

---

24 بخاری کتاب العلم ٦٩

25 معلمِ انسانیت کا نظامِ تعلیم وتربیت ٤٣۔

جلدی جلدی گفتگو نہیں فرماتے تھے؛ لیکن آپ جب گفتگو فرماتے تو ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے جو بھی اسے سنتا وہ اسے یاد کرلیتا۔[26]

رسولِ پاک ﷺ کے حفظ کرانے کا طریقہ۔

اللہ کے رسول ﷺ جب اپنے صحابہ کو کوئی چیز یاد کرانا چاہتے تو منبر پر اسی طریقے سے یاد کراتے جیسے آج کل بچوں کو یاد کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں: عن بن عمر رضی اللہ عنہ قال: كان النبی ﷺ يعلم الناس التشهد على المنبر كما يعلم المكتب الغلمان۔[27]

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: "ان النبی صلى الله عليه وسلم كان يعلّمهم الدعاء كما يعلّمهم السورة من القرآن، يقول: قولوا: اللهم انی اعوذبك من عذاب جهنم، واعوذبك من عذاب القبر، واعوذبك من فتنة المسيح الدجّال، واعوذبك من فتنة المحيا والممات۔"[28]

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح ان کو قرآن کریم کی سورۃ سکھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے: کہو: اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، میں قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، مسیح دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، زندگی اور موت کے فتنہ سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔

تعلیم بذریعہ سوال وجواب:

تعلیم کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ استاذ ایک طالب علم کو سب طلباء کے سامنے کھڑا کرے اور اس سے سوال کرے اور وہ طالب علم سب طلباء کے سامنے اس کا جواب دے یا استاذ دو طالب علموں کو کھڑا کرے جن میں سے ایک دوسرے سے سوال کرے اور دوسرا اسے جواب دے۔ اس اندازِ تعلیم

---

[26] الفقیہ والمتفقہ للخطیب: ۲/۲۵۵

[27] الفقیہ والمتفقہ للخطیب: ۲/۲۵۵

[28] مسند احمد بن حنبل: ۴/۲۷

میں طلباء کو تعلیم پر توجہ زیادہ رہتی ہے اور اس سے ان کے دلوں میں تعلیم کا شوق اور ولولہ پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں طلباء اپنی آنکھ، کان اور فکر کے ساتھ متکلم کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاتے ہیں، جس سے وہ علمی مضمون دل میں اچھی طرح بیٹھ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے کسی اہم مسئلہ کی تعلیم کے وقت عموماً یہ انداز اختیار فرماتے تھے، جیسے عقائد اور مغیبات وغیرہ کی تعلیم کے وقت۔ جس کی مثال جبریل علیہ السلام کی وہ مشہور حدیث ہے جس میں ایمان، اسلام، احسان اور علاماتِ قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔ روایت میں ہے کہ ایک نوجوان ایک طالب علم کی صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا، صحابہ رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے، وہ نوجوان باادب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متصل سامنے بیٹھ گیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وَسلم سے دین کے بارے میں چند سوالات کیے، آپ صلی اللہ علیہ وَسلم نے ان کے جوابات دیے، صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سارا منظر دیکھ او رسن رہے تھے اور اس سے مستفید ہو رہے تھے۔

تعلیم بذریعہ عمل:

اسلام کی زیادہ تر تعلیمات عمل سے تعلق رکھتی ہیں؛ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان تعلیمات کو عملاً صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش فرماتے تھے اور صحابۂ کرامؓ آپ کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر آپ کی اتباع کرتے تھے؛ چناں چہ جب نماز فرض ہوئی اور اَقِیمُوا الصَّلَاۃَ کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً صحابہؓ کے سامنے نماز ادا کی اور فرمایا: صَلُّوا کَمَا رَأَیْتُمُونِی اُصَلِّی۔ تم اِسی طرح نماز ادا کرو، جس طرح تم مجھے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ اسی طرح جب حج کی فرضیت اس آیت مبارکہ: وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً۔ (آل عمران :۹۷) کے ذریعہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی پر بیٹھ کر مناسک حج ادا کیے؛ تاکہ ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ویسا ہی عمل کرے جیسے آپ عمل فرما رہے ہیں، اور آپ نے اعلان فرمایا: "خُذُوا عَنِّی مَنَاسِکَکُمْ۔ "یعنی اپنی عبادت کے طریقے مجھ سے سیکھ لو۔ احادیث میں اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں اور عملی احکام کو سکھانے کے لیے یہی کامیاب طریقہ ہے اور جدید علمی اداروں میں عملی مضامین میں یہی اسلوب اِختیار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام اور علماء اُصول کے ہاں تواتر عملی ایک اہم شرعی دلیل شمار کی جاتی ہے۔

تعلیم بواسطہ قول و عمل :

اس کی صورت یہ ہے کہ متعلقہ مضمون کی عبارت اور نصوص کے معانی اور مطالب کو پہلے اس طرح بیان کر دیا جائے کہ سب طلباء اس کو اچھی طرح سمجھ جائیں، اگر اُس کا تعلق عمل سے بھی ہو تو پھر استاذ ان کے سامنے اسے عملاً پیش کرے۔ اس اندازِ تعلیم سے طلباء کے لیے علم اور عمل دونوں کا سیکھنا بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ : "ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات سیکھ لیتے تو اس وقت تک بعد والی دس آیات نہ سیکھتے؛ جب تک ان دس آیات پر عمل کرنا نہ سیکھ لیتے۔[29]"

تعلیم بذریعہ اقرار و ارشاد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی مسلمان کو کوئی کام کرتا دیکھتے اگر وہ صحیح ہوتا تو اسے برقرار رکھتے اور اگر صحیح نہ ہوتا تو صحیح بات کی طرف اس کی راہنمائی فرماتے جیسے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سفر کی حالت میں سخت سرد رات میں گرم پانی نہ ملنے کی وجہ سے غسل جنابت کے بجائے تیمّم کرلیا اور نماز پڑھی اور آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا۔

تعلیم بذریعہ مشورہ اور مناقشہ علمی :

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم و تربیت اس طرح بھی فرماتے تھے کہ مسلمانوں کو کسی درپیش مسئلہ میں جس میں ابھی تک کوئی حکم بذریعہ وحی نازل نہ ہوتا صحابہؓ کے سامنے حل کے لیے پیش فرماتے، قرآنِ کریم نے بھی آپ کو اس کا حکم دیا تھا "آپ ان سے مشورہ کرتے رہیے۔ اس معاملہ میں صحابہ کرامؓ اپنی اپنی رائے کا اظہار فرماتے اور آپ آخر میں جو صحیح رائے ہوتی اس کی تائید فرماتے یا صحیح رائے کی طرف راہنمائی فرماتے۔ اس طرح آپ نے صحابہ کرامؓ کو عملی تربیت اس بات کی دے دی کہ آئندہ امت کو درپیش مسائل کا حل اس طرح نکالیں۔

اسی کو قرآنِ کریم نے ایک اصول اور قاعدہ کے طور پر یوں بیان فرمادیا ہے : "اور ان کے معاملات آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہیں"۔ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد مسلمانوں کو ایک

---

[29] المستدرک للحاکم : ۱/۵۵۷

مسئلہ یہ درپیش ہوا کہ نماز کے وقت مسلمانوں کو مسجد میں کس طرح بلایا جائے، آپ نے صحابہؓ کی مجلس میں یہ معاملہ پیش فرمایا، غور و فکر شروع ہوا کسی نے گھنٹی بجانے کا مشورہ دیا، بعض نے ناقوس بجانے کا اور بعض نے آگ وغیرہ جلانے کا؛ لیکن آپ نے یہ کہہ کر ان آراء کو مسترد کر دیا کہ یہ غیر مسلموں کے شعار ہیں، آخر میں جب حضرت عبداللہ بن زیدؓ اور دوسرے صحابہؓ نے خواب میں موجودہ اذان سنی تو آپ نے اسے برقرار رکھا اور فرمایا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور حق ہے۔

تعلیم میں نقشہ اور تختۂ سیاہ کا اِستعمال:

بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جن کو سمجھانے کے لیے تختۂ سیاہ اور نقشہ کی ضرورت پڑتی ہے، جس کے ذریعہ بعض حقائق کا طلباء کو سکھانا آسان ہو جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض معنوی حقائق کو سمجھانے کے لیے یہ انداز بھی اختیار فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا پھر اس مربع خط کے درمیان میں ایک خط کھینچا، پھر اس درمیانہ خط کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے خط کھینچے اور ایک خط مربع خط کے باہر کھینچا پھر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ سب نے عرض کیا کہ : اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درمیانہ خط انسان کی مثال ہے اور اس کے دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے خطوط وہ عوارض ہیں جو اُسے زندگی میں پیش آتے ہیں، اگر ایک سے چھوٹ گیا تو دوسرا پکڑ لیتا ہے اور جو مربع خط ہے یہ اس کی اجل ہے اور اس کے ساتھ جو خط باہر جا رہا ہے، وہ اس کی اُمیدیں اور آرزوئیں ہیں[30]۔

تعلیم بذریعۂ ضرب المثل:

کسی معنوی اور غیر محسوس حقیقت کو سمجھانے کے لیے اچھا طریقہ یہ ہے کہ اُستاذ طلباء کے سامنے اس کی ایک حسی مثال پیش کرے اور پھر اس معنوی حقیقت کو اس پر قیاس کرکے طلباء کے اذھان کے قریب کر دے۔ کتب حدیث میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ یہاں اُن میں سے

---

[30] مسند امام احمد: ۵/۲۳۷

ایک مثال ذکر کی جاتی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے اور بُرے ہم نشین اور ساتھی کے اثرات کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اچھے ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال ایسی ہے، جیسے مُشک بیچنے والا اور بھٹیارہ۔ پس مشک بیچنے والا یا تو تمہیں مشک پیش کرے گا یا تم خود اس سے مُشک خرید لوگے، یا (کم از کم) اس کے پاس سے خوش بو آتی رہے گی۔ اور بھٹیارہ یا تو تمہارے کپڑے جلادے گا۔ یا (کم از کم) اس سے بدبو تمہیں پہنچے گی۔" (متفق علیہ)

سوال کے ذریعہ اذھان کو مشغول کرنا:

تعلیم کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ استاذ پڑھاتے وقت طلباء کے سامنے ایک یا ایک سے زائد سوال پیش کرکے سب کے اذھان کو مشغول کردے؛ تاکہ وہ جواب سوچیں، پھر ان سے جواب سنے۔ اگر جواب صحیح ہے تو ان کی تصویب کرے۔ ورنہ صحیح جواب کی طرف ان کی راہنمائی کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وَسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعلیم میں یہ اسلوب بھی اختیار فرماتے تھے، خصوصاً جب کسی کا امتحان لینا مقصود ہو۔ نیز اس انداز سے طلباء میں سوچنے اور حقائق میں غور و فکر کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کا گورنر اور قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وَسلم نے اُن سے سوال کیا کہ لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کیسے کروگے؟ اس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے تفصیلی جواب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب سن کر ان کی تصویب فرمائی اور اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

درس گاہِ نبوی کے طلباء کا تکرار و مذاکرہ۔

صحابہ کرامؓ رسولِ پاک ﷺ کی مجلس کے علاوہ حضور ﷺ سے پڑھے ہوئے درسِ مبارک کا آپس میں مذاکرہ کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو قران کریم کی سورتیں سنایا کرتے تھے:

عن ابي نضرة قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ اذا اجتمعوا تذاكروا العلم، وقرأوا سورة۔ "[31]

[31] الفقيه والمتفقه للخطيب: ٢٦٢/٢

رسولِ پاک ﷺ کے صحابہ جب اکٹھے ہوتے تو علم کا مذاکرہ کیا کرتے تھے اور کوئی سورۃ پڑھتے تھے۔

اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں: لنکون عند النبی ﷺ وربما کنا نحواً من ستین انساناً، فیحدثنا رسول الله ﷺ، ثم یقوم فنتراجعه بیننا، هذا وهذا وهذا، فنقوم وکأنما قد زُرع فی قلوبنا۔"[32]

ہم رسولِ پاک ﷺ کے پاس ہوا کرتے اور بسا اوقات ساٹھ کے قریب آدمی ہوا کرتے تھے اللہ کے رسول ﷺ ہمیں حدیث بیان فرماتے پھر مجلس سے اٹھ جایا کرتے تو ہم آپس میں اسے دوہرایا کرتے تھے، یہ اور یہ اور یہ پھر ہم مجلس سے اس حال میں اٹھتے تھے کہ وہ حدیث ہمارے دلوں میں راسخ ہو چکی ہوتی تھی۔

دیگر معلّمین صحابہؓ۔

اللہ کے رسول ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں ہی دینی علوم اور قران کے کئی معلّمین تیار ہو گئے تھے، ہجرت سے پہلے بھی اور ہجرت کے بعد بھی آپ ﷺ نے کئی صحابہ کرام کو اطراف و جوانب میں تعلیمِ قران و علومِ اسلامیہ کے لئے بھیجا اور بہت سے صحابہ کو مدینہ منورہ میں ہی رہتے ہوئے دوسروں کو پڑھانے کی ذمہ داری سونپی، چنانچہ حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ تحریر فرماتے ہیں:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرت ابو بکرؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت عبادہؓ بن صامت وغیرہ بھی ان کو قرآن، تفقہ اور شرائع اسلام کی تعلیم دیتے تھے۔ "[33]

خاتمہ

تعلیم و تعلم دینِ اسلام کا ایسا لازمی شعبہ ہے جس کے بغیر اسلام کی صحیح معنی میں ترجمانی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اسلامی تعلیمات باقی رہ سکتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ رسولِ پاک ﷺ نے مستقل ایک

---

[32] الفقیہ والمتفقہ للخطیب: ۲/۲۶۴

[33] خیر القرون کی درس گاہیں: ۹۷۔

جماعت کو فکرِ معاش سے آزاد کرکے خالص تعلیم و تعلم کے لیے باقی رکھا، اور قیامت تک ایسی جماعت کے پائے جانے کی پیشین گوئی فرمائی جو تعلیم و تعلم سے وابستہ رہ کر شریعتِ اسلامیہ کی حفاظت کرے گی، چنانچہ ارشاد فرمایا: "يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُه، يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَ تَأْوِيْلَ الجاهلين۔

"حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے اس کے نیک (یعنی ثقہ اور معتمد) لوگ اس علم (کتاب وسنت) کو حاصل کریں گے اور وہی لوگ اس (علم) کے ذریعہ (آیات واحادیث میں) حد سے گزرنے والوں کی تحریف کو باطلوں کی افتراء پردازی کو اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے۔

نیز آپ ﷺ نے عملی طور پر تعلیمی مجالس قائم فرما کر اس کے آداب اور طریقہ کار کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اور اپنی حیاتِ طیبہ میں تعلیم و تعلم کو اتنی زیادہ اہمیت دی جتنی شاید ہی کسی اور عمل کو دی ہو، ہم نے اس مقالے میں مختصراً کچھ چیزیں ذکر کی ہیں، دورِ نبوت میں تعلیم و تعلم کے عنوان سے لکھنے کے لیے ایک ضخیم دفتر درکار ہے۔

اخیر میں اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ رب کائنات ہم سب کو اخلاص و یقین کے ساتھ تعلیم و تعلم جیسی عظیم ذمہ داری کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارا شمار بھی اس امت کے متعلّمین و معلّمین میں فرمائے۔ آمین

وآخردعوانا أن الحمدلله رب العالمين۔